مستقبل کو سنوارنے کا طریق یہ ہے کہ اپنے اللہ کو یاد رکھو

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰؍اکتوبر ۱۹۷۵ء بمقام مسجد فضل لندن)

(خلاصہ خطبہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے قرآن مجید کی درج ذیل آیات تلاوت کیں:-

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ لَا يَسْتَوِيْۤ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○ (الحشر: ۱۹ تا ۲۱)

پھر ان آیات کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:-

ان آیات میں ایک مضمون تسلسل سے بیان ہوا ہے۔ اس وقت میں اس مضمون کی تفصیل میں تو نہیں جاسکوں گا کیونکہ عید کے روز سے مجھے انفلوائنزا کی شکایت ہے ناک، گلے اور سانس کی نالی میں خراش ہے۔ نیز اگرچہ بخار تو نہیں ہے سارے جسم میں درد کی تکلیف ہے۔

پہلی آیت میں یہ بنیادی ہدایت دی گئی ہے کہ تقویٰ اللہ کا تقاضا ہے کہ انسان اس بات پر نظر رکھے کہ مستقبل کے لئے وہ کیا کر رہا ہے اس میں شک نہیں کہ انسان کا ماضی سے گہرا تعلق ہے اور ہم اسے چھوڑ نہیں سکتے۔ اس کا لحاظ رکھنا، اسے فراموش نہ ہونے دینا بھی ضروری ہے

لیکن ماضی سے زیادہ جو چیز انسان سے تعلق رکھتی ہے وہ حال کا زمانہ ہے یا وہ زمانہ ہے جو لحہ بہ لحہ مستقبل سے حال میں تبدیل ہوتا چلا جاتا ہے۔ مستقبل کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس نے کبھی آنا ہی نہ ہو اور وہ ہمیشہ مستقبل ہی رہے۔ جو چیز مستقبل سے حال میں بدلتی چلی جاتی ہے جب تک وہ حال میں نہ بدلے ہم اسے مستقبل کہتے ہیں مستقبل اپنی ذات میں دائمی حیثیت کا حامل نہیں ہوتا۔ وہ نہ صرف یہ کہ حال میں تبدیل ہو کر رہتا ہے بلکہ لحہ بہ لحہ حال میں تبدیل ہو رہا ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو مستقبل ہمارے حال کی تکمیل کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا یہ ہے کہ انسان کو تقویٰ اللہ پر قائم ہو کر مضبوطی سے ایسے مقام پر کھڑا ہونا چاہیئے کہ اسے یہ اطمینان حاصل ہو سکے کہ میرا مستقبل جو کچھ بھی ہے جیسے جیسے وہ حال میں تبدیل ہوگا وہ میرے لئے دکھ کا نہیں سکھ کا موجب ہوگا۔

یہ تو اس زندگی کی کیفیت ہے جو ہم اس دنیا میں گزارتے ہیں۔ یہاں مستقبل لحہ بہ لحہ حال میں تبدیل ہو رہا ہوتا ہے اور ہمیں یہ تاکید کی گئی ہے کہ ہم دنیا میں اس طور پر زندگی گزاریں کہ مستقبل حال میں تبدیل ہو کر ہمارے لئے تکلیف کا موجب نہ بنے لیکن ایک نہ ختم ہونے والا زمانہ بھی ہے جو اس زندگی میں حال کی شکل اختیار نہیں کرتا اور وہ ہے اُخروی زندگی کا لامتناہی زمانہ۔ وہ بھی مستقبل ہی ہے یہ زندگی اُس زندگی کا مقابلہ نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دائمی ہے۔ متّقی لوگ اس بات پر بھی نظر رکھتے ہیں کہ وہ اس زندگی میں اُس مستقبل کو سنوارنے کی کوشش کرتے رہیں تا کہ جب وہ مرنے کے بعد اُس زندگی میں داخل ہوں تو وہاں انہیں تکلیف نہیں بلکہ راحت میسر آئے اور وہ زندگی اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق آرام سے گزرے۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس طرح اور کس طریق پر ہم مستقبل کو سنوار سکتے ہیں؟ دوسری آیت میں اس کا جواب دیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ مستقبل کو سنوارنے کا طریق یہ ہے کہ اپنے اللہ کو یاد رکھو۔ جو قومیں یا نسلیں اللہ کو یاد نہیں رکھتیں، اللہ تعالیٰ ایسے سامان کرتا ہے کہ وہ اپنے نفسوں کو بھول جاتی ہیں یعنی اپنی اور اپنی نسلوں کی فلاح پر ان کی نظر نہیں رہتی۔ جہاں تک خدا تعالیٰ کو بھولنے کا تعلق ہے یہ دو طرح پر ہوتا ہے۔ ایک بھُولنا یہ ہے کہ ایسا شخص خدا تعالیٰ کی

عبادت نہ کرکے، اس سے اس کی پناہ نہ مانگ کر، اس کے قہر اور غضب سے نہ ڈر کر، اس کی محبت اور اس کے پیار کی قدر نہ جان کر، اس کی صفات کا رنگ اپنے پر نہ چڑھا کر اس سے یکسر غافل ہوجاتا ہے۔ ایک بھولنا خدا کو یہ ہے کہ اس نے جو احکام انسان کو اس کے اپنے نفس کے متعلق، دوسرے بنی نوع کے متعلق، معاشرہ کے متعلق، اقتصادیات کے متعلق، سیاست کے متعلق دیئے ہیں انہیں تو وہ نظرانداز کر دیتا ہے اور اپنی چلانے اور من مانی کرنے لگتا ہے۔

خدا تعالیٰ کو بھولنے کا نتیجہ کیا ہوتا؟ اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے تیسری آیت میں کیا ہے اور بتایا ہے کہ ایسے لوگوں پر خدا کے غضب کی آگ بھڑکتی ہے۔ وہ اس دنیا میں بھی خسارہ میں رہتے ہیں اور اگلے جہان میں بھی خسارہ ان کے لئے مقدر ہوتا ہے کیونکہ وہاں جہنم ان کا ٹھکانہ ہوگی۔ برخلاف اس کے جو لوگ تقویٰ اللہ پر قائم ہوکر خدا تعالیٰ کو ہمیشہ یاد رکھتے ہیں' اُس کی عبادت بجالاتے ہیں، اس سے اس کی پناہ طلب کرنے میں سُست نہیں ہوتے، اپنے آپ کو اُس کی صفات کے رنگ میں رنگین کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور اس کے جملہ احکام بجالا کر دنیوی اور اُخروی فلاح کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں ان کے لئے اس دنیا کو بھی جنت بنا دیا جاتا ہے اور آخرت میں بھی ان کے لئے جنت مقدر ہوتی ہے۔

آپ لوگوں پر جو اس ماحول میں زندگی بسر کر رہے ہیں بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور وہ ذمہ داری یہ ہے کہ آپ یہ سوچتے رہیں کہ کہیں ہم نے اپنی اور اپنی نسلوں کی فلاح کو بُھلا تو نہیں دیا۔ آپ یہاں کے لوگوں اور ان کے معاشرہ کی نقل کرکے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کو ہمیشہ یاد رکھ کر، اس کی اطاعت کا جؤا اپنی گردنوں پر اٹھا کر اور اس کے جملہ احکام بجالا کر ہی اس کا فضل حاصل کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عقل اور سمجھ اور فراست عطا کرے تا کہ ہم اُس کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق مستقبل کو سنوارنے میں کوشاں رہ کر اُس کا فضل حاصل کرسکیں اور ہمیشہ ہی حاصل کرتے چلے جائیں۔

اس بصیرت افروز خطبہ کے بعد حضور انور نے جمعہ اور عصر کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔ اس جمعہ بھی لندن کے مختلف حصوں سے ہی نہیں بلکہ انگلستان کے دور ونزدیک مقامات سے احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے اور حضور کے روح پرور

ارشادات سے فیضیاب ہونے کی سعادت حاصل کرنے کی غرض سے آئے ہوئے تھے نہ صرف مسجد نمازیوں سے پوری طرح بھری ہوئی تھی بلکہ محمود ہال کا اکثر حصہ بھی نمازیوں سے پُر تھا۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۴؍نومبر ۱۹۷۵ء صفحہ ۲، ۶)